محمد عبدالحق چوھان رحمہ اللہ

فتح مبین

جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش مکہ کے مابین معاہدہ صلح حدیبیہ طے ہوا۔ تو اس معاہدہ کی ایک شق یہ بھی تھی کہ دیگر قبائل کو اختیار ہے کہ جس فریق کے عقد میں شامل ہونا چاہیں اس میں شمولیت اختیار کرلیں۔ اس وقت قبیلہ بنو بکر اور بنو خزاعہ کے درمیان قدیم مخالفت برپا تھی۔ ان دو قبیلوں میں سے بنو بکر نے قریش کے عہد میں اور بنو خزاعہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شولت اختیار کرلی۔ اس معاہدہ کی معیاری صلح کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے سے مامون اور بے خوف ہو گئے۔ قریش کے حلیف قبیلہ بنو بکر نے جذبات مخاصمت کی تسکین کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ بنو بکر میں سے نوفل معاویہ نے اپنی جماعت کے ساتھ بنو خزاعہ پر رات کے اندھیرے میں اس وقت شب خون مارا جبکہ وہ وتیر نامی پانی کے ایک چشمہ پر سوئے ہوئے تھے اور ساتھ ہی قریش کے نوجوانوں نے بھی ان کا تعاون کیا۔ قریش کا یہ تعاون اور بنو بکر کا شب خون معاہدہ صلح حدیبیہ کی صریح خلاف ورزی تھی۔ اسلئے بنو خزاعہ میں سے عمرو بن سالم خزاعی چالیس افراد کا ایک وفد لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر چند اشعار میں اپنی مظلومیت کی داستان بیان کی۔ آپ نے اس وفد کو تسلی دیکر روانہ کیا۔ اور اپنا ایک قاصد قریش کی طرف روانہ کر کے ان کے سامنے یہ تین شرطیں پیش کیں۔

۱۔ بنو خزاعہ کے مقتولین کی دیت ادا کریں۔ یا

۲۔ بنو بکر عہد اور عقد سے علیحدہ ہو جائیں۔ یا

۳۔ معاہدہ حدیبیہ کے فسخ کا اعلان کریں۔

قریش کے سامنے آپ کے قاصد نے جب یہ تین شرطیں پیش کیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کے فسخ پر راضی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کی واپسی روانگی کے بعد قریش کو معاہدہ کے فسخ کرنے پر ندامت لاحق ہوئی اور انہیں اپنے غلطی کا احساس ہوا اس لئے فوراً ہی ابو سفیان جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا اور قریش کا سربراہ تھا۔ تجدید معاہدہ کے لیے مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا تو سب سے پہلے وہ اپنی دختر نیک اختر ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سلام اللہ علیہا کے حجرہ مبارک میں گیا۔ وہاں بستر بچھا ہوا تھا۔ ابو سفیان اس پر بیٹھنے لگا تو بی بی نے وہ بستر لپیٹ لیا۔ اس پر ابو سفیان نے اپنی دختر نیک اختر سے پوچھا کہ اے بیٹی تو نے اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہ سمجھا۔ ام المومنین ؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے اس پر مشرک جو کہ نجاست شرک سے آلودہ ہو وہ نہیں بیٹھ سکتا۔ اس کے بعد وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں

تشریف فرما تھے۔ آ کر عرض کیا کہ میں تجدیدِ معاہدہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ لیکن بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہاں سے مایوس ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا۔ اور ان کے سامنے بھی یہی درخواست پیش کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بارے میں کچھ نہیں کر سکتا اس کے بعد وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان کے سامنے بھی یہی درخواست پیش کی اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اکبر میں تیری سفارش کے لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے اپنی قرابت اور رشتہ داری کے واسطہ سے گفتگو کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کچھ قصد فرمالیا ہے لٰہذا اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر سکے۔ جب اس نے حد سے زیادہ اصرار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کوئی حیلہ مجھے بتلائیے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ حیلہ کر لو کہ مسجد میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ میں معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کے لیے آیا ہوں۔ وہاں سے اٹھ کر ابو سفیان مسجد میں آیا اور اسی طرح مسجد میں اعلان کر کے واپس چلا گیا۔ مکہ واپس جا کر قریش کو پورا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمہارے اعلان کو پذیرائی بخشی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر رضامندی اور اجازت کے تم کیسے مطمئن ہو گئے ہو۔ ابو سفیان کی واپسی کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر مکہ کی تیاری سامان سفر اور آلات حرب درست کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی یہ تاکید فرمائی کہ اس کام کو پوری طرح پوشیدہ رکھا جائے۔ جب مکمل طور پر تیاری ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں رمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار قدسیوں کی جماعت کی معیت میں نماز عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ذوالحلیفہ یا جحفہ میں پہنچے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی وہ اہل و عیال کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے اہل و عیال اور سازو سامان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف چل پڑے جب آپ مقام مرالظہران میں پہنچے اور وہاں نزول اجلال فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ ہر شخص اپنے خیمہ کے سامنے آگ سلگائے۔ زمانہ قدیم میں اسی آگ کی روشنی سے جاسوس اپنے مخالف کے لشکر کی تعداد کا اندازہ لگاتے تھے اس حکمت عملی سے مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دس ہزار سے زیادہ معلوم ہونے لگی اور دوسری طرف قریش کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق تھا کہ عنقریب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اسی تجسس کی غرض سے ابو سفیان، بدیل بن ورقاء اور حکیم بن حزام مکہ سے نکلے جب وہ مقام مرالظہران پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی آگ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ ابو سفیان نے کہا یہ آگ کیسی ہے؟ بدیل نے کہا یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی ہے۔ ابو سفیان نے کہا خزاعہ کے پاس اتنا لشکر کہاں سے آیا؟ وہ تو بہت قلیل ہیں۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر

پر سوار ہو کر وہاں پہنچے اور ابوسفیان کی آواز سن کر آپ نے فرمایا افسوس اے ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے خدا کی قسم اگر تجھ پر انہیں قابو حاصل ہو گیا تو تیری گردن اڑا دیں گے ابوسفیان نے پوچھا کہ پھر نجات اور بچاؤ کی کیا صورت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جاؤ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاتا ہوں اور تیرے لئے امان حاصل کرتا ہوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام دکھاتے ہوئے روانہ ہوئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیمہ سے ان کا گزر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھتے ہی پیچھے جھپٹے اور فرمایا یہ ابوسفیان اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے بغیر کسی عہد و اقرار کے ہاتھ آ گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے تاکہ ابوسفیان کے قتل کرنے کی اجازت حاصل کر لیں۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لیکر پہنچ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو سفیان کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اس کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو فرمایا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ صبح کو میرے پاس لے آنا صبح ہوتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو لیکر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر ابو سفیان مسلمان ہو گیا اس کے بعد اہل مکہ کے لئے اس نے امان طلب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے گھر آ جائے یا مسجد حرام میں یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے اس کے بعد آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ پر لے جائیں تاکہ اسلامی لشکر کا معائنہ کر سکے۔

معائنہ لشکر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے بہ عجلت چل کر ابوسفیان آپ سے پہلے مکہ میں داخل ہو گیا اہل مکہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ امن کی یہ صورت ہے ورنہ آپ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کداء کی طرف سے جانب اعلیٰ سے مکہ میں داخل ہوئے آپ کا یہ فاتحانہ داخلہ اس شہر میں ہے جس کے رہنے والوں نے آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے تھے اور آپ کو اس امن والے شہر سے نکالا گیا تھا۔ اگر کسی کشور کشاہ بادشاہ کو اپنے مخالفین پر اس طرح کی دسترس حاصل ہوتی تو وہ اس شہر کی اینٹ سے اینٹ بجاتا اور شہر میں اس کا داخلہ ان لوگوں کے لئے پیغام موت ثابت ہوتا لیکن اس وقت شہر میں داخل ہونے والا کوئی بادشاہ نہیں بلکہ اللہ کا آخری اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کے قلب صافی میں وحی خداوندی کی برداشت کی قوت ہے۔ جس کا سینہ سمندروں سے زیادہ وسیع ہے اور اس کی بعثت ہی مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے ہے۔ نبوت اور ملوکیت میں یہی بلندیٔ اخلاق اور علو کردار مابہ الامتیاز ہے۔ آپ اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ زبان پر قرآن مجید کی تلاوت ہے اور خدائے ذوالجلال کے سامنے اپنے تخشع اور تذلل کے اظہار کے لئے اونٹنی پر ہی سجدہ کی حالت میں ہیں۔ داخلہ کے بعد اپنی خوشی کے اظہار کے لئے مجلس رقص و سرور

کا اہتمام نہیں کیا جاتا جیسا کہ بادشاہوں کا طریقہ ہے، بلکہ سب سے پہلا کام یہ کیا جاتا ہے کہ آپ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور غسل کر کے آٹھ رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ مکہ کی دوسری جانب سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور ان کو بھی ممانعت قتال کی سخت تاکید کی جاتی ہے۔ البتہ مدافعت کی اجازت تھی جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسفل مکہ کی جانب سے داخل ہوئے تو بنو بکر بنو حارث اور کچھ قریش کے اوباش لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ آپ نے جوابی کارروائی کی تو وہ بھاگ گئے موسیٰ بن عقبہ واقدی اور ابن سعد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوابی کارروائی میں تیس یا چوبیس آدمی مقتول ہوئے تکمیل فتح کے بعد آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اللہ کے گھر کو بتوں سے خالی کر کے آپ اس میں داخل ہوئے جب بیت اللہ سے باہر آئے تو کعبتہ اللہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور دشمنوں کی تمام جماعتوں کو اس نے تنہا شکست دی آگاہ ہو جاؤ۔ جو خصلت و عادت خواہ جانی ہو یا مالی ہو جس کا دعویٰ کیا جا سکے وہ سب میرے قدموں کے نیچے ہیں یعنی سب لغو اور باطل ہیں مگر بیت اللہ کی دربانی اور حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانا یہ خصلتیں حسب دستور برقرار رہیں گی۔ آگاہ ہو جاؤ جو شخص خطأً قتل کیا جائے کوڑے سے یا لاٹھی سے اس کی دیت یعنی خون بہا مغلظہ ہے سو اونٹ ہوں گے جس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اے گروہ قریش اللہ نے جاہلیت کی نخوت اور غرور اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا سب لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

یاایھاالناس اناخلقناکم من ذکروانثا(الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو شاخوں اور خاندانوں پر تقسیم کیا تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا ترس ہو۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ پھر یہ ارشاد فرمایا اے گروہ قریش! تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔ لوگوں نے کہا بھلائی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ تم پر آج کوئی عتاب اور ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے دوسرے دن ایک خزاعی نے ایک ہزیلی مشرک کو مار ڈالا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو صحابہ کو جمع کر کے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے جس روز آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام اور محترم پیدا کیا پس وہ قیامت تک حرام اور محترم رہے گا۔ پس کسی شخص کے لئے جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خون بہائے اور نہ کسی کے لئے کسی درخت کا کاٹنا جائز ہے۔ مکہ نہ مجھ سے پہلے

کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا اور میرے لئے صرف اسی ساعت اور اسی گھڑی کے لئے حلال کیا گیا اہل مکہ کی نافرمانی پر اور ناراضی کی وجہ سے اور آگاہ ہو جاؤ کہ اس کی حرمت پھر ویسی ہو گئی جیسا کہ کل تھی۔ پس تم میں سے جو حاضر ہے وہ میرا یہ پیغام ان لوگوں کو پہنچا دے کہ جو غائب ہیں پس تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں قتال کیا تو تم اس سے یہ کہہ دو کہ تحقیق اللہ نے اپنے رسول کے لئے مکہ کو کچھ وقت کے لئے حلال کر دیا اور تمہارے لئے حلال نہیں کیا اے گروہ خزاعہ قتل سے اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ تم نے ایک شخص کو مار ڈالا جس کی دیت یعنی خون بہا میں دوں گا جو شخص آج کے بعد کسی کو قتل کرے گا تو مقتول کے ورثاء کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہو گا یا تو خون کے بدلے قاتل کا خون لے لیں یا مقتول کی دیت لے لیں۔

اس عفو عام کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا کیونکہ ان کے جرائم کی نوعیت ہی کچھ اس طرح کی تھی کہ انہیں قتل کیا جائے اور وہ لوگ یہ تھے عبداللہ بن خطل۔ اس کی دو لونڈیاں قرتنیٰ اور قریبہ اور بنی مخزوم کی لونڈی سارہ۔ حویر نقید۔ مقیس بن صبانہ۔ عبداللہ بن سعد۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ وحشی بن حرب ہنیار بن الاسود۔ کعب بن زہیر۔ حارث بن طلاطل۔ عبداللہ بن زمبری۔ ہبیرہ بن ابی وہیب مخزوی۔ ہند بنت عقبہ۔ زوجہ ابی سفیان۔

ان پندرہ افراد میں عبداللہ بن خطل اس کی ایک لونڈی، حویرث مقیس بن صبانہ، حارث بن طلاطل، مقتول ہوئے۔ ہبیرہ بن ابی وہب جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہنوئی اور ابو طالب کا داماد تھا نجران کی طرف بھاگ گیا اور وہیں کفر کی حالت میں اس کو موت آئی اور باقی اشخاص تائب ہو کر مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو لہب کے دو بیٹے عقبہ اور مصب روپوش ہو گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ان کو بلوایا جب وہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوئے تو آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور ان دونوں کو آپ بیت اللہ کے دروازے کے قریب ملتزم پر لے آئے اور دیر تک ان کے لئے دعا مانگتے رہے فتح مکہ کے بعد آپ تقریباً پندرہ روز مکہ میں مقیم رہے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا پھر یہ اعلان کر دیا گیا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے گھر میں کوئی بت باقی نہ چھوڑے پھر مکہ کے گرد و نواح کے بتوں کے انہدام کے لئے جماعتیں روانہ کیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عزیٰ کے انہدام کے لئے حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو سواع کے انہدام کے لئے حضرت سعد بن زید کو اشہلی کے لئے روانہ کیا فتح مکہ کے بعد غزوہ اوطاس اور طائف پیش آئے عمرہ جعرانہ بھی اسی سفر میں ادا کیا اور جاہلیت کی رسم قبیح متعہ کی حرمت کا اعلان بھی اسی سفر میں ہوا مکہ مکرمہ کی ولایت کا عہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اسید اموی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور دو مہینے سولہ دن گزار کر ۲۷ ذوالقعدہ ۸ھ کو آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لائے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)